**OPEN ACCESS: “*EPISTEMOLOGY*”**
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
***Vol.10 Issue 11 June 2022***

# نہج التعلم از جعفر بوبکانی کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

# AN ANALYTICAL AND EXPLANATORY STUDY OF NAHJ-UT-TA’ILUM

**Dr. Abdul Ghaffar Madani**
*Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto University, Sanghar Campus.*

**Dr. Ghulam Muhiuddin Solangi**
*Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto University, Shaheed Benazir Abad.*

**Dr. Muhammad Israel Khan**
*Assistant Professor, Muhiuudin Post Graduate College, Rawalakot.*

**Abstract:** Makhdoom Ja`far Bubakani was one of the most eminentIslamic scholars, prolific authors and an earlier educationist of Sindh. He had made his great contribution in various disciplines including Islamic epistemology and education.He wrote two books on the significance of education, and educational system according to Islamic perspectives, His first book Nahj-ut-ta`llum, (the method of education), summarized in his Persian versionHasil-ul-nahj (digest of the method), In Nahj-ut-Ta`llumMakhdoomJa`farBubakaniprovides details about meaning of knowledge, wisdom and jurisprudence, He further identifies the intention behind accruing of knowledge. He classified the knowledge in three major types, i.e.Uloom-e-Sharia, Uloom-e-Adbia, Uloom-e-Hikmia.Furthermore, he suggested the authentic books relevant to the types of knowledge.He also clarifiedthe permissible and non permissible knowledge. In Nahj-ut-Ta`llum he collected the noble

pearls and etiquette for teacher and students, and also incorporated some basic and fundamental principles of knowledge for learner and teachers. He discussed the some other important principles of accruing of knowledge and factors destructive of knowledge. He also argued the casuses of retention and foregetfulness. This comprehensive book is divided into twenty chapters, which are mostly addressed all aspects required in thedevelopment of knowledge. This brief study sought to understand the Makhdoomja`far`sComprehensive work on education based, Nahj-ut-Ta`llum. This study examines the requirements for quality learning and teaching in Islam from the perspective of MakhdoomJa`farBubakaniand according to his book, Nahj-ut-ta`llum. This study may also justify thatNahj-ut-Ta`llum is one of the well-known books on the Islamic educational thought.

**Key words:**Ja`farbubakani, Sindh, Nahj-ul-Ta`llum, method, education, jurisprudence, classification, Knowledge.

## تمہید

مثالی معاشرے کی تشکیل و تعمیر میں تعلیم و تربیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، علم سے آراستہ شخصیت معاشرے کی بہتری میں انتہائی فعال و مؤثر کردار ادا کر سکتی ہے، مخدوم جعفر بوبکانی برصغیر کے پہلے محقق ہیں جنہوں نے مؤثر تعلیم و تربیت اور آداب معلم و متعلم پر دو کتب ضبط تحریر کیں ہیں، ان کی عربی میں تحریر کردہ کتاب ''نہج التعلم کما یجب علی المعلم والمتعلم'' جامعیت میں اپنی نوع کی کافی کتب سے فائق و اعلیٰ نظر آتی ہے، یہ وقیع کتاب جو کہ اب تک منصۂ شہود پر نہیں آسکی، مخدوم صاحب کے علمی تبحر و عمیق نظر کا عمدہ باب ہے۔اس مقالے میں نہج التعلم کا مختصر علمی جائزہ لیا گیا ہے۔

## مخدوم جعفر بوبکانی کے احوال وآثار

مخدوم محمد جعفر بن عبدالکریم بن یعقوب بوبکانی سندھ کے قدیم علمی مرکز بوبک (موجودہ ضلع دادو) میں ایک علم و فضل والے خاندان میں تقریباً سنہ ۹۰۴ھ یا ۹۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔[1] آپ کا سلسلہ نسب انیسویں پشت میں جلیل القدر صحابی، مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔[2] علامہ جعفر بوبکانی نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے اجداد کے قائم کردہ قدیم دینی مدرسہ میں اپنے والد گرامی مخدوم عبدالکریم عرف میراں بوبکانی (متوفی ۹۴۹ھ) سے

حاصل کی،آپ کے والد مخدوم عبدالکریم بوبکانی اپنے وقت کے بلند پایہ مدرس، عظیم صوفی و مرجع الخلائق جید عالم تھے، آپ بوبک میں ہی اپنے اجداد کے قائم کردہ قدیم دینی درسگاہ میں درس وتدریس دیا کرتے تھے، مخدوم عبدالکریم بوبکانی کے تلامذہ میں نامور شخصیات گذری ہیں، جن میں مخدوم جعفر بوبکانی سمیت اپنے وقت کے عارف کامل و مصنف علامہ شیخ طاہر بن یوسف پاٹائی (متوفی ۱۰۰۴ھ)، عالم و مصلح مخدوم عثمان بن عیسی برہانپوری (متوفی ۱۰۰۸ھ)، جید عالم مخدوم عثمان دربیلوی (متوفی ۱۰۰۲ھ)، حاکم سندھ مرزا شاہ حسن ارغون (متوفی ۹۶۲ھ) وغیرہ کے علاوہ کثیر عظیم و علمی شخصیات نے کسب فیض کیا۔(3)

## اساتذہ و تلامذہ

مخدوم جعفر بوبکانی نے اپنے والد کے علاوہ اپنے وقت کے جید علماء و مشائخ سے اکتساب فیض کیا، آپ کے اساتذہ میں ابوالمکارم محمد بن محمد بکری شافعی (متوفی ۹۹۴ھ)، صاحب کنز العمال، محدث ہند علی متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ)، صاحب تصانیف کثیرہ علامہ ابن حجر ہیتمی (متوفی ۹۷۴ھ)، امام مسجد نبوی شیخ عبدالقادر بن ابراہیم بن محمد مدنی، شیخ جمال الدین بزدوی، مؤلف مجمع بحار الانوار علامہ محمد بن طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) وغیرہ نامور شخصیات شامل ہیں، ان کے علاوہ بھی کافی معروف اہل علم سے اکتساب فیض کیا، سنہ ۹۴۹ھ میں والد کے انتقال کے بعد مخدوم جعفر بوبکانی کو درس وتدریس، دعوت وارشاد اور وعظ وافتاء کی ذمہ داری تفویض کی گئی، اور آپ اپنے انتقال تک تقریباً ۵۳ سال تک مسند درس وتدریس کو رونق بخش کر طالبان علم و معرفت کی تشنگی دور کرتے رہے، اس عرصے میں مخدوم جعفر بوبکانی سے بڑے بڑے اصحاب علم و فضل نے تحصیل علم کی، ان مشاہیر علم و فن میں مخدوم نجم الدین، مخدوم نصیر، مخدوم عبدالعلیم، مخدوم عبدالغنی، مخدوم عبداللہ، شیخ یوسف علی، ملابدنہ، قاری عبداللہ کاہری، علامہ یوسف، مرزا عبدالرحیم خان خاناں وغیرہ کے نام تاریخ کے اوراق میں محفوظ رہ گئے۔(4)

## مخدوم جعفر بوبکانی کا علما و مشائخ میں مقام

مشہور اہل علم و کثیر اصحاب علم و فضل نے مخدوم جعفر بوبکانی کی علمی عظمت و عبقریت کا اعتراف کیا ہے، اور ان کو عمدہ القاب سے نوازا ہے، شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی، نعمان ثانی مخدوم عبدالواحد سیوستانی، عالم ربانی و صوفی فقیر اللہ علوی شکارپوری، مخدوم عارف، صاحب گلزار ابرار علامہ غوثی مانڈوی کے علاوہ کثیر اہل علم و محققین نے مخدوم جعفر

بوبکانی کی کتب کے حوالہ جات اپنی کتب میں دیئے ہیں، بعض نے ان کو فرید العصر، عالم ربانی، محقق اکبر، جامع کمالات، مخدوم الانام کے القابات سے یاد کیا ہے۔[5]

قاضی سندھ، فقیہ ابن فقیہ مخدوم عبداللطیف بن مخدوم ہاشم ٹھٹوی (متوفی ۱۱۸۹ھ) نے ان کی عظمت کو اس انداز سے بیان کیا ہے:

الفاضل، الكامل، رحلة الفضلاء والاولياء، العلامة، المخدوم جعفر بوبكانى۔[6]

مؤرخ سندھ میر علی شیر قانع (متوفی ۱۲۰۳ھ) نے مقالات الشعراء میں مخدوم جعفر کے علم و عرفان کی توصیف ان الفاظ سے کرتے ہیں:

مخدوم جعفر بوبکانی علم و عرفاں میں اعلیٰ پایہ کی بصیرت ومہارت رکھتے تھے، تصوف واحسان میں یکتائے روزگار تھے، فقہ وحدیث کے متبحر عالم تھے، آپ گویا کہ ہمہ جہت علمی شخصیت تھے۔[7]

صاحب نزہۃ الخواطر عبدالحیٰ حسنی لکھتے ہیں:

شیخ، عالم کبیر، سندھ کے مشہور فقیہ مخدوم جعفر بن میراں بوبکانی سندھی۔[8]

## تصنیف وتالیفات

مخدوم جعفر بوبکانی کو علوم نقلیہ اور علوم عقلیہ پر کامل دسترس واعلیٰ بصیرت حاصل تھی، وہ اپنے عہد کے عظیم فقیہ و محدث تھے، علم حدیث و فقہ میں جہاں مہارت تامہ حاصل تھی وہاں علم نجوم، رمل، شعبدہ بازی، طلسم، وغیرہ میں خوب درک حاصل تھا، متنوع موضوعات پر آپ کے اشہب قلم سے کثیر علمی تحقیقات و وقیع نگارشات منصہ شہود پر آئیں، آپ کی تالیفات عمدہ تحقیقات وعلم وعرفاں کے گوہر آبدار و دُر نایاب سے مرصع ہیں، آپ کی اکثر تصانیف مخطوطات کی شکل میں دنیا کے مختلف کتب خانوں میں ارباب نظر کی توجہ کی طلب گار ہیں، اب تک صرف دو ہی تصانیف زیور طباعت سے آراستہ ہو سکیں، آپ کی تصانیف وتالیفات میں سے بعض نوادرات محفوظ ہیں اور بعض مخطوط ناپید ہیں، تصانیف کے نام یہ ہیں:

1. منہج العمال مختصر کنز العمال: یہ مشہور محدث علی متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) کی کتاب کنز العمال کا اختصار ہے۔
2. عجالۃ الطالبین فی انتقاد الحافظین فی بیان الاحادیث الموضوعات: یہ علامہ طاہر پٹنی کی کتاب تذکرۃ الموضوعات کا

اختصار ہے،اس کے قلمی نسخے عرب وسندھ کے بعض کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

3. نہج التعلم: یہ تعلیم وتربیت سمیت علم سے متعلق علوم پر ایک جامع تالیف ہے، عربی میں تحریر کردہ یہ کتاب اب تک غیر مطبوع ہے۔
4. حاصل النہج: یہ نہج التعلم کا فارسی میں اختصار ہے، سندھ ادبی بورڈ سے یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔
5. اِرشاد الصادقین: یہ فارسی میں تصوف کے اصول ووظائف پر مشتمل ضخیم کتاب ہے، طباعت نہیں ہوئی۔
6. فتح الدارین: یہ رسالہ تصوف واخلاقیات کا جامع ہے، اس میں کثیر احادیث بھی نقل کی ہیں، اب تک یہ رسالہ طبع نہ ہو سکا۔
7. کشف الحق للصادق المنصف حق بالدلائل التی ہی بالتقدیم احری واحق یہ کتاب علم کلام کے متعلق ہے، اس کتاب پر ۲۰۰۷ میں شعیب فاروق نے اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد میں تحقیق کی ہے۔
8. معاقد العقائد المعروف بالمکالمات: یہ کتاب بھی علم الکلام سے متعلق ہے۔
9. الاشاراتُ الی حل المعاقد والکالمات: یہ المعاقد العقائد کی شرح ہے۔
10. منہیاتُ المکالمات والاشارات یہ بھی علم العقائد کے متعلق ہے۔
11. اَقلُ واَعدَلُ کلمات فی حکم فصوص الحکم والفتوحات: شیخ محی الدین ابن عربی کی کتب کے مطالعہ کرنے پر نفیس بحث پر مشتمل ہے۔
12. المتانۃ فی مرمۃ الخزانۃ: یہ کتاب فقہ حنفی کی مشہور کتاب خزانۃ الروایات کی تنقیح وتصحیح پر مشتمل ہے، فقاہت، وذکاوت، علم ودانش کے گوہر نایاب سے مرصع یہ کتاب مبتداول ہے، کثیر اہل علم نے اس کتاب سے استفادہ لیا، یہ کتاب سندھ وعرب سے شائع ہو چکی ہے۔
13. الحجۃ القویۃ فی جواب الرسالۃ الحلفیۃ: طلاق کے موضوع پر علمی ابحاث پر مشتمل ہے۔
14. حل ُالعقود فی طلاق السنود: یہ بھی طلاق کے موضوع پر مختصر رسالہ ہے۔
15. التنمیقُ فی توقیت المرءہ فی التطلیق: طلاق کے متعلق ایک تحقیقی فتوی ہے۔
16. البیانُ المبرم فی قولِ السنود چھڈی او چھڈیم: یہ رسالہ سندھی زباں میں طلاق کے الفاظ پر تحقیق ہے۔

17. کمیۃ الواقع: یہ مختصر رسالہ طلاق کے متعلق ہے۔
18. قرنۃ فی حکم الحلف بالمرنہ والپرنہ: قطع تعلق ور شتہ داروں کے متعلق حلفیہ الفاظ کہنے کے متعلق نفیس بحث پر مشتمل ہے۔
19. البصارہ فی العمل بالاِشارہ: یہ تشہد میں شہادت کی انگلی اٹھانے کے متعلق ضخیم کتاب ہے۔
20. نفی الاعتساف فی سنۃ الاعتکاف: یہ اعتکاف کے مسائل وسنت پر مشتمل رسالہ ہے۔
21. تہذیب الاصول: اصول فقہ سے متعلق اس کتاب اور اس کی شرح کا تذکرہ نہج التعلم میں کیا ہے۔
22. تقریب الوصول شرح تہذیب الاصول: اصول فقہ سے متعلق ہے۔
23. المناجیہ شرح السراجیہ: یہ علم میراث پر مشہور کتاب سراجیہ کی شرح ہے۔

اس کے علاوہ مخدوم جعفر بوبکانی نے درسی کتب پر حواشی و مستقل کتب ورسائل تحریر کئے، جن میں سے چند ایک جو کہ سندھ کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں، ان کے نام یہ ہیں: شرح میزان الصرف، الخلاصۃ، اہم النحو، اتم النحو شرح اہم النحو، بدایۃ النحو، الملہم شرح اہم، حواشی شرح جامی، بنیۃ البیان، بیان البنیہ، عرض العراضہ، معیار النظر، نہج المناظرہ، معونۃ المنطق، المفیدۃ (المنطق)، عجالۃ الوقت۔[9]

## وفات حسرت آیات

مخدوم جعفر بوبکانی نے اپنی بھرپور علمی زندگی گذار کر ۱۵ ذیقعدہ بروز بدھ چاشت کے وقت سنہ ۱۰۰۲ھ میں اس فانی دنیا سے انتقال کر گئے، ان کی تدفین آبائی قبرستان بوبک میں ہوئی، ان کی تاریخ وفات پر تاریخی قطعہ یہ بیان ہوا۔

جدا کردمار از مخدوم جعفر (۱۰۰۲ھ)[10]

## تعلیم و تعلم کی اہمیت و کتب تعلیم و تعلم

اللہ جل شانہ نے علم و تعلیم کو جس قدر فضیلت و عظمت بخشی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وحی الٰہی کا آغاز ''اقراء''، یعنی پڑھ سے ہوا، پہلی وحی میں رب کائنات نے علم و قلم کی عظمت ورفعت کو اجاگر کیا ہے، اہل علم پر مخفی نہیں کہ قرآن کریم واحادیث نبوی میں علم کی فضیلت و اہمیت پر کثیر نصوص وارد ہیں، قرآن کریم میں علم کی اہمیت کے حوالے سے ڈاکٹر یوسف قرضاوی رقم طراز ہیں: جب آپ قرآن حکیم کا مطالعہ کریں گے تو دیکھیں گے کہ لفظ علم ۸۰ مقامات پر معرفہ و

نکرہ استعمال ہوا، جب کہ اس سے بننے والے الفاظ علم یعلم، یعلمون، علم، یعلم، علیم اور علام وغیرہ تو سیکڑوں بار آئے ہیں۔[11] احادیث میں بھی علم کی فضیلت واہمیت پر کثیر مرویات منقول ہیں، اس حوالے سے ڈاکٹر قرضاوی لکھتے ہیں: حقیقت تو یہ ہے کہ دسیوں بیسیوں نہیں سیکڑوں احادیث جن کا تعلق علم سے ہے۔[12] یہ حقیقت ہے کہ اگر کتب احادیث سے تعلیم و تعلم کی فضیلت واہمیت کے متعلق احادیث جمع کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب فضائل تعلیم و تعلم پر مرتب ہوسکتی ہے، ارباب علم و دانش باخبر ہیں کہ تعلیم وتربیت اور اس کے لوازمات پر کثیر اہل علم نے اپنی طبع تحقیق وعلمی بساط سے جو کتب ورسائل ضبط تحریر کئے ان کی تعداد بھی سیکڑوں میں ہے، ان قابل فخر تحقیقی نگارشات میں سے جن کتب ورسائل کو شہرت ومقبولیت ملی، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: رسالۃ المسترشدین للحارث محاسبی (متوفی ۲۴۳ھ)، آداب المعلمین لمحمد بن سحنون (متوفی ۲۵۶ھ)، ریاضۃ المتعلمین لابن سنی (متوفی ۳۶۴ھ)، الحث علی طلب العلم والاجتہاد فی جمعہ لابی الہلال العسکری (متوفی ۳۹۵ھ)، تقیید العلم للخطیب البغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)، جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر القرطبی (متوفی ۴۶۳ھ)، الفقیہ والمتفقہ للخطیب البغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)، تعلیم المتعلم طریقۃ التعلم للزرنوجی (متوفی ۵۹۱ھ)، آداب المفتی والمستفتی لابن صلاح الشہرزوری (متوفی ۶۴۳ھ)، التبیان فی آداب حملۃ القرآن للامام النووی (متوفی ۶۷۶ھ)، تذکرۃ السامع والمتکلم فی آداب العالم والمتعلم لبدر الدین بن جماعۃ (متوفی ۷۳۳ھ)، زغل العلم للامام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)، اللؤلؤ النظیم فی روم التعلم والتعلیم للشیخ زکریا انصاری (متوفی ۹۲۵ھ)، تحریر المقال فی آداب واحکام یحتاج الیہا مؤدب الاطفال لابن حجر ہیتمی (متوفی ۹۷۴ھ)، ادب الطلب ومنتہی الارب للعلامۃ محمد الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) وغیرہ شامل ہیں۔

## نہج التعلم کا تعارف وخصوصیات

مخدوم جعفر بوبکانی برصغیر کے پہلے محقق ہیں جنہوں نے تعلیم وتربیت اور آداب معلم ومتعلم پر دو مفید کتب تحریر کیں ہیں، ان میں سے نہج التعلم جامعیت میں اپنی نوع کی کافی کتب سے فائق واعلیٰ نظر آتی ہے، اس کتاب میں مخدوم جعفر بوبکانی نے علم کی فضیلت واقسام علوم سمیت اساتذہ وطلبہ کے لیے گوہر نایاب وانمول معلومات جمع کی ہیں، مؤلف نے تعلیم وتربیت کے متعلق اس کتاب میں کثیر قرآن کریم کی آیات کے ساتھ صحیح احادیث کا بڑا ذخیرہ جمع میں کردیا ہے، نیز اہل علم کے واقعات واقوال کے ساتھ عربی اشعار ومحاورات سمیت کثیر انمول نکات نے اس کتاب کی افادیت واہمیت کو مزید بڑھادیا ہے، بیس ابواب پر مشتمل یہ کتاب تعلیم وتربیت کا عمدہ شاہکار ہے، یہ کتاب بقول ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے سنہ ۹۷۳ھ

میں تحریر کی گئی۔[13] ابھی تک اس وقیع کتاب کا زیور تحقیق و طباعت سے آراستہ نہ ہونے کا سبب شاید اس کتاب کے کسی بھی نسخے کی عدم دستیابی تھا، پچھلے دنوں ایک اہل علم کے توسط سے اس کتاب کا ایک واضح و کامل نسخہ دستیاب ہوا جو کہ فرانس کی نیشنل لائبریری میں موجود نسخے کا عکس ہے، یہ ایک مکمل و واضح نسخہ ہے، اور یہ نسخہ ۱۴۲ اوراق یعنی ۲۸۴ صفحات پر مشتمل ہے، ہر صفحے میں ۱۷ سطور ہیں اور ہر سطر تقریباً دس کلمات پر مشتمل ہے، یہ نسخہ ملا مجید مومن بیگ کی طرف منسوب ہے، حاصل النہج کے دوسری طباعت پر ڈاکٹر ادریس سومرو کے تحریر کردہ مقدمے میں بھی ایک مزید نسخے کی اطلاع ملی جو کابل کے نیشنل میوزیم میں موجود ہے، یہ نسخہ سندھ کے مشہور فقیہ وصوفی شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری (متوفی ۱۱۹۵ھ) کی ملکیت میں تھا اور ان کی اس نسخہ پر مہر و تحریر موجود ہے، اور یہ نسخہ ۱۴۵ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحے پر ۱۸ سطریں ہیں، یہ نسخہ کاتب موسی بن ابراہیم نے ۹۹۷ھ میں یعنی مؤلف کی زندگی میں نقل کیا تھا۔[14] یہ نسخہ بسیار کوشش کے باوجود مل نہ سکا، اس کے علاوہ نہج التعلم کا مزید ایک نسخہ انڈیا کی ریاست راجستھان کی ٹونک میں واقع عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹیوٹ کی لائبریری میں موجود ہے۔[15]

نہج التعلم کے لکھنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے مخدوم جعفر بوبکانی حمد وصلواۃ کے بعد تحریر کرتے ہیں: ایک تعداد مدرسین و تلامذہ کی ہے جو تعلیم و تعلم کی راہ میں خود کو مشغول رکھا ہوا ہے، مگر افسوس کہ وہ اہل علم و قابل فخر علماء کی راہ سے بے خبر ہو چکے ہیں، میں نے یہ کتاب ترتیب دی تاکہ واضح و کامل منہج بیان کروں، اس منہج کے ذریعے سے وہ کامیابی کی راہوں سے شناسا ہوں، اور کامیابی و عروج کے حصول کی کیفیت سے آشنا ہو کر مقاصد علم و اغراض تعلیم کو پا سکیں۔ اس کتاب کا نام میں نے "نہج التعلم کما یجب علی المعلم والمتعلم" رکھا، اس کتاب کو میں نے بیس ابواب میں تقسیم کیا ہے اور آخر میں تتمہ تحریر کیا ہے، ہر باب کی مناسبت سے میں نے مفید علمی نکات جمع کئے ہیں، بہت سے علمی فوائد و نکات بخوف طوالت ترک کیا تا کہ قارئین پر گراں و ناگوار طبع نہ گذریں۔[16]

مخدوم جعفر بوبکانی نے سنہ ۹۷۶ھ یں نہج التعلم کا فارسی زباں میں اختصار کیا تھا جو کہ "حاصل النہج" کے نام سے معروف ہے، ۱۹ فصول پر مشتمل یہ اختصار ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی تحقیق سے سنہ ۱۹۶۹ اور ۲۰۱۳ء میں طبع ہو کر عوام و خواص میں مقبولیت پا چکا ہے، ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کے شروع میں ایک مفصل مقدمہ انگریزی میں ضبط تحریر کیا ہے، حاصل النہج کا سندھی زباں میں ترجمہ ڈاکٹر عبدالرسول قادری نے ۱۹۹۳ء میں کیا جو کہ سندھ ادبی بورڈ نے شائع کیا

ہے۔حاصل النہج کے شروع میں مخدوم جعفر بوبکانی نے مقدمہ تحریر کیا، حمد و صلوۃ کے بعد لکھتے ہیں: میں نے علم اور اس کے لوازمات کے متعلق ایک جامع کتاب نہج التعلم لکھی،اس کے بعد اس کتاب کا اختصار حاصل النہج کے نام سے کیا تاکہ ہر مبتدی علم کا مسافر علم کی راہوں سے آشنا ہو کر راہ علم میں کامل بصیرت سے خود کو آراستہ کرے، اگر دلائل و تفصیل کی حاجت ہو تو اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے، نیز آخر میں مؤلف کے لیے دعائے خیر کرنا مت بھولیے گا۔[17]

## نہج التعلم کے عنوانات کا جائزہ

نہج التعلم جامعیت واختصار کا عمدہ شاہکار ہے،اس کتاب کے ابواب کے عنوانات ہی مؤلف کی تعلیم و تعلم میں مہارت تامہ و بصیرت اعلیٰ کے مظہر اتم ہیں، نیز کتاب کے مختلف مقامات پر موجود علمی نکات و تحقیقی فوائد صاحب کتاب کی متعلقہ موضوع پر تعمق و گہرائی اور پختگی ظاہر کرتے ہیں، تعلیم و تربیت کے دُر نایاب سے مرصع اس نفیس کتاب کو مؤلف نے بیس ابواب میں تقسیم کیا ہے، بعض اوقات کسی باب میں نوع و فصل کے ذریعے مزید درجابندی کر دیتے ہیں،اس کتاب میں پہلا باب: علم کی فضیلت کے بارے میں۔دوسرا باب: نیت و حسن نیت کے بارے میں۔ تیسرا باب: علم، فقہ، حکمت اور شریعت کے معانی و مفاہیم کے بارے میں۔چوتھا باب: اقسام علوم یعنی علوم کی درجابندی۔ پانچواں باب: علم محمودہ و مذمومہ وان کے متعلق احکام کا بیان۔ چھٹا باب: علوم محمودہ کی ترتیب۔ ساتواں باب: ترتیب تعلیم و تعلم۔ اٹھواں باب: تعظیم علم، تعظیم طالب علم والعلماء خصوصاً اساتذہ کی تعظیم اور کتب کی تعظیم کے بارے میں۔ نواں باب: حصول علم میں جدوجہد، طلب علم میں سفر اختیار کرنا،اور مستقل مزاجی۔دسواں باب: علم کی آفات۔ گیارہواں باب: تحصیل علم کی عمر اور جگہ کا بیان۔ بارہواں باب: تحصیل علم کے طریقے مع حصول علم کے شرائط و اسباب۔ تیرہواں باب: سیاہی،اس کی بناوت، کتابت و اصول کتابت، تقابل کتابت، روایات بیان کرنے کے بارے میں نکات۔چودھواں باب: اساتذہ کے آداب، طالب علم کے آداب و باہمی حسن سلوک کے بارے میں۔پندرہواں باب: حافظہ کی حفاظت والے اسباب و حافظہ کی خرابی کے اسباب۔ سولھواں باب: زیادتی علم مع تکمیل علم کے بارے میں۔ سترہواں باب: مفسر و محدث بننے کے لوازمات۔ اٹھارواں باب: مجتہد یا اجتہاد کے لیے لوازمات۔ انیسواں باب: استفتاء وافتاء کے متعلق بعض امور۔ بیسواں باب: علمائے عاملین وکاملین کی مدح و علمائے سوء و برے قاضیوں کی مذمت کے بارے میں۔

## نہج التعلم میں مؤلف کا منہج

نہج التعلم مؤلف موصوف کی علمی وسعت و عمیق نظر کا عمدہ و حسین سنگم ہے، مخدوم جعفر بوبکانی نے نہج التعلم کا منہج یہ رکھا کہ شروع میں موضوع کی مناسبت سے قرآن کریم کی آیات ذکر کرتے ہیں، پھر احادیث نقل کرتے ہیں، اور اس کے بعد اقوال اسلاف بھی بیان کرتے ہیں، بسا اوقات اسلاف کے پُر اثر واقعات وحکایات بھی نقل کرتے ہیں، نیز موقع مناسبت سے عربی محاورات و اشعار کا ذکر مضمون میں اثر آفرینی کا باعث ہیں، باب حسن نیت میں سے ایک مثال پیش خدمت ہے، خلوص نیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: طالب علم پر لازم ہے تحصیل علم میں رضاء الٰہی کا حصول وطلب جنت کی نیت ہو، تحصیل علم کے ذریعے خود سے، اہل و عیال و عزیز و اقارب سے جہالت کو دور کرنے کی نیت ہو، دین کی بقا و ترویج کی نیت ہو، پھر نیت کے متعلق قرآنی آیات نقل کیں: رب کریم فرماتاہے: {تِلْكَالدَّارُالْآخِرَةُنَجْعَلُهَالِلَّذِينَلَايُرِيدُونَعُلُوًّافِيالْأَرْضِوَلَافَسَادًا}[18] یعنی یہ آخرت کا گھر ہم انہیں کو دیتے ہیں جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے۔ایک مقام پر رب نے فرمایا: {وَاللَّهُ يَعْلَمُالْمُفْسِدَمِنَ الْمُصْلِحِ}[19] اللہ بہتر جانتا ہے خرابی کرنے والا کون ہے، اصلاح کرنے والا کون ہے۔رب نے فرمایا: {إِنَّمَايَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ}[20] یعنی اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے۔

خلوص نیت پر پھر آپ نے احادیث بیان کیں، مشہور حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اعمال کا دارومدار نیتوں ہی پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب ہے تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی کی جانب ہے۔اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہے کہ اسے کمائے یا عورت کے لیے ہے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت انہی کی جانب ہے۔اس حدیث کو اصحاب صحاح ستہ و دوسروں نے روایت کیاہے۔دوسری حدیث ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی وہ علم جو اللہ کی رضامندی کے لئے حاصل کیا جاتاہے اس مقصد کے لئے حاصل کیا کہ اس کے ذریعے سے کوئی دنیاوی فائدہ حاصل کرے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے یہ روایت نقل کی ہے۔ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے علم کو علماء پر فخر کرنے، اور بیوقوفوں سے بحث و تکرار کرنے، اور لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے سیکھا، اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ابوداؤد کی حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی باتوں کو گھمانا اس لیے سیکھے کہ اس سے آدمیوں یا لوگوں کے دلوں کو

حق بات سے پھیر کر اپنی طرف مائل کرے، تو اللہ جل شانہ قیامت کے دن اس کی نہ نفل عبادت قبول کرے گا اور نہ فرض۔مزید لکھا اس باب میں اس قدر صحیح احادیث موجود ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔

پھر آپ نے تحصیل علم کی نیت کے حوالے سے حضرت امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب یہ اشعار نقل کئے:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَعَادِ فَازَ بِفَضْلٍ مِّنَ الرَّشَادِ

فَيَالِخُسْرَانِ طَالِبِيْهِ لِنَيْلِ فَضْلٍ مِّنَ الْعِبَادِ

جس نے آخرت کے لئے تحصیل علم کی اس نے فضل الٰہی یعنی ہدایت کو پالیا، نیز اس طالب علم کے لئے نقصان ہے جو لوگوں سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے علم طلب کرے۔

مزید آپ نے خلوص نیت کے حوالے سے عمدہ گفتگو کرنے کے بعد آخر میں امام غزالی کی خلوص نیت کے متعلق حکایت لکھتے ہیں: امام محمد غزالی اور ان کے بھائی احمد غزالی والد کے انتقال کے وقت چھوٹے تھے، ان کے لیے ترکہ میں مال بہت قلیل تھا، ان کے والد نے موت سے قبل کسی نیک شخص کو وصیت کی کہ یہ مال شفقت کے ساتھ ان کی تعلیم پر خرچ کرنا، یہ دونوں بھائی تحصیل علم میں مشغول ہوگئے، وہ نیک شخص خود مفلوک الحال تھا، لہذا مصارف تعلیم ختم ہونے پر ان کو مدرسہ میں داخل کروایا، یہ دونوں قبل بلوغت فہم و عقل میں کامل اور ذوق علم سے آشنا ہوگئے تھے، راہ شریعت و مسالک دین کی معرفت حاصل کرلی تھی، تحصیل علم کی نیت خالص کی بناپر علم میں فائق ہوگئے، اور پھر زمانے نے دیکھا کہ علم و عمل کے سبب ان کو کس قدر عزت و شہرت ملی۔ کہا گیا کہ کسی نے رسول اکرم ﷺ کا خواب میں دیدار کیا تو امام غزالی کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: انہوں نے دین کی تسہیل و تہذیب کی ہے۔ کسی نے امام غزالی کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: اللہ نے میری تمام کاوشیں قبول فرمائیں اور اس کا سبب عمدہ کوشش، خلوص نیت و شریعت محمدیہ کی پاسداری تھا۔[21]

## مخدوم جعفر بوبکانی کا نظریہ تعلیم و تعلم و اقسام علوم کا جائزہ

اسلام کے اولیں دور میں ہی علوم اسلامیہ کی ترویج کے لیے مختلف نصاب و طرق تعلیم رائج ہوتے گئے، ابتداء میں اکثر کامل استاد و شیخ اپنی پسند کی کتب کا درس دیا کرتے تھے، پھر علوم کی درجابندی کے بعد ارباب علم و فن اپنے فہم و ادراک کے ساتھ وقتی تقاضوں کا لحاظ کرتے ہوئے جامع و مربوط نصاب تعلیم ترتیب دیتے رہے تاکہ ایک ہی جگہ طالب علم

تمام مروجہ علوم وفنون کی تحصیل کر سکیں، برصغیر میں بھی مختلف نصاب وانداز تعلیم میں تبدیلیاں ہوتی رہیں، نیز نصاب تعلیم کے حوالے سے شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کی خدمات بھی اہل علم پر مخفی نہیں، پھر ملا نظام الدین سہالوی کا مرتب کردہ نصاب تعلیم جو کہ درس نظامی کے نام سے معروف ہے برصغیر میں رائج و معروف ہوگیا، برصغیر میں سندھ کے علمی مراکز تعلیم و تعلم میں اکثر حجاز مقدسہ کی پیروی کیا کرتے تھے، یہاں مدارس میں مختلف نصاب رائج تھے، مخدوم جعفر بوبکانی جب مسند تعلیم وتدریس کو رونق بخشی تو تلامذہ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی،آپ نے رائج شدہ نصاب میں اصلاح طلب پہلوؤں کی اصلاح کرکے تعلیم و تربیت پر ایک ہمہ جہت نصاب ترتیب دیا، یہ نصاب دراصل آپ نے اس کتاب کے باب: اقسام علوم کے دوران بیان کیا اور یہ نصاب کے حوالے سے ایک جامع و عمدہ کاوش ہے، مخدوم جعفر بوبکانی نے پہلے اقسام علوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بنیادی طور پر علم کی تین اقسام بیان کی ہیں: ۱۔علوم شرعیہ ۲۔علوم ادبیہ ۳۔علوم حکمیہ۔اس کے بعد آپ نے ان علوم کی تعریفات ومزید اقسام بیان کی ہیں،آپ نے ہر فن کی معتمد کتب کا تذکرہ بھی کر دیا ہے،ان علوم کا اختصار پیش خدمت ہے:

### ۱۔علوم شرعیہ

علوم شرعیہ سے مراد یہ ہے کہ عقائد واحکام کی معرفت حاصل کرنا کہ سعادت دارین ان پر موقوف ہے۔علوم شرعیہ کی آگے مزید اقسام ہیں: اگر اس علوم میں عقائد اسلامیہ کے بارے میں بحث کی جائے تو اس کو علم کلام یا اصول الدین کہتے ہیں، علم کلام میں یہ کتب لائق التفات ہیں: کتاب المواقف،اور اس کی شرح،التقریر والتحریر، کتاب المقاصد اور اس کی شرح، المسائرہ،اور اس کی شرح المسامرہ لابن ہمام، الالجام، تہافۃ للغزالی، مقاعد الکلمات، الاشارات الی القاعد وغیرہ۔اگر احکام تکلیفیہ کے دلائل کے بارے میں بحث کی جائے تو اس کو اصول فقہ کہتے ہیں،اس میں بہترین کتب تصنیف ہوئیں، جن میں سے کتاب التحریر اس کی شرح، کتاب البحر للزرکشی، جمع الجوامع، تہذیب الاصول، شرح تقریب الوصول وغیرہ ہیں۔اگر تفصیلی دلائل کے ذریعے احکام کے استنباط کے بارے میں بحث کی جائے تو اسے فقہ سے تعبیر کرتے ہیں، فقہ میں کثیر عمدہ کتب تحریر کی گئی ہیں ان میں سے کتب امام محمد،اور بہترین احناف کی کتب میں سے فتح القدیر، مختصر الوقایہ از شمنی بھی ہیں، شافعیہ کے نزدیک المنہاج اور ابن حجر اور البکری کی شروحات منہاج عمدہ ہیں۔اگر وحی متلو کے بارے میں بحث کی جائے تو اسے علوم قرآن کہتے ہیں،اس پر جلال الدین سیوطی و جلال الدین بلقینی نے بہترین کتب تحریر کی ہیں، خصوصاً

التحبیر اور الاتقان فی علوم القرآن عمدہ ہیں، علم قراءت و تجوید میں نظم شاطبیؒ و اس کی شروحات اور جلال الدین سیوطی کی اختصار کردہ کتاب بھی عمدہ ہے۔ وحی متلو میں معنی و مراد کے اعتبار سے بحث کی جائے تو یہ علم تفسیر ہے، علم تفسیر میں صحیح ترین تفسیر ابن جریر کی ہے، اور امام سیوطی کی یہ دو تفاسیر تفسیر ماثور ترجمان القرآن اور در منثور بھی عمدہ ہیں۔ وحی غیر متلو یعنی علم حدیث و متعلقہ علوم پر نفیس بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں، احادیث کی کثیر عمدہ کتب تحریر ہوئیں، سیوطی کی جمع الجوامع، جامع صغیر کافی ہیں۔ اصول حدیث میں شرح الفیہ للسخاوی، والنکت، اور غریب الحدیث میں کتاب لابی عبداللہ قاسم اور الفائق از زمخشری اور النہایہ لابن اثیر، اس کے علاوہ علوم حدیث میں کتاب الغریبین عبداللہ ہروی، مجمع الانوار فی معانی الاخبار، التحفہ، مشکل الاثار، مختلط الحدیث از ابو بکر الحازمی، متفق الاسماء و معرفتہا، مختلف لعبدالغنی والذہبی وابن حجر، المتشابہ للخطیب، جرح تعدیل لابن حبان، عجلی، ذہبی، وفیات اسماء المجردۃ، طبقات ابن سعد، تاریخ بخاری، تاریخ ابی خثیمہ، تاریخ ابی حاتم، مختصر لطیف از سیوطی، الالقاب لابن جوزی، شیرازی، کشف النقاب از سیوطی، الانساب، الاخوات ابن مدینی، مسلم، انتقاد کتاب المغنی زین الدین عراقی، مختصر محمد بن یعقوب، المقاصد حسنہ، اللآلی المصنوعہ، الذیل الوجیز، الدر الملتقط، المجموع فیہ، المصابیح از قزوینی، میزان از ذہبی، لسان از ابن حجر، تذکرۃ الموضوعات، عجالۃ الطالبین وغیرہ کتب عمدہ ہیں۔ (22)

**۲۔علوم ادبیہ**

علوم ادبیہ سے مراد یہ لفظ کی ساخت، بناوت و دلالت لفظ کے ذریعے پوشیدہ معانی کی معرفت حاصل ہو، علامہ جاراللہ زمخشری کے مطابق علوم ادبیہ کی ۱۲ اقسام ہیں، یہ علوم قرآن و سنت کو سمجھنے میں ممد و معاون ہوتے ہیں، ان میں سے علم لغت میں ان گنت کتب مرتب ہوئیں جیسے الصحاح، قاموس، لوامع النجوم وغیرہ۔ علم الصرف میں الشافعیہ لابن حاجب، شرح رضی، جامع المسائل، الخلاصہ۔ نحو کی بہترین کتب میں سے کتاب التسہیل، ابن ہشام، مغنی اللبیب، الوافی اس کی بدر الدین مصری کی شرح، اور اہم النحو اور اس کی شرح (از مؤلف)۔ علم معانی، علم البیان اور علم بدیع میں کثیر کتب لکھی گئی ان میں سے بہترین تلخیص، اس کی شروحات مطول اور اطول اور مفتاح العلوم اور سعد الدین تفتازانی اور شریف جرجانی کی شروحات۔ عروض و قافیہ میں قسطاس از زمخشری، اور مفتاح علوم کے آخر کا حصہ عمدہ ہے۔ علم انشاء میں مختصر و ضخیم کتب ضبط تحریر ہوئیں، طبری یافعی، ذہبی اور ابن ماکول وغیرہ کی کتب انشاء متداول ہیں۔ (23)

**۲۔علوم حکمیہ**

علوم حکمیہ یعنی عقلی طور پر حقیقت اشیاء کی معرفت حاصل کرنا حکمیہ ہے، اس کی مزید دو اقسام ہیں: ا۔ علمی ۲۔ نظری۔

علمی کی مزید تین اقسام ہیں: علم تدبیر المدن، علم تدبیر منزل، علم الاخلاق۔ نظری علوم کی اقسام میں علم طبیعی، علم ریاضی، علم الالہی شامل ہیں، ان کے علاوہ مزید اقسام بیان کر کے ان علوم کی معتبر و معتمد کتب کا تذکرہ کیا ہے، نیز علم فلسفہ، علم منطق و غیرہ علوم میں انہماک پر بھی نفیس گفتگو کی ہے۔ نیز علم الاخلاق یعنی تصوف کی کتب میں کتب امام غزالی، الشیخ شہاب الدین سہروردی، ابی القاسم قشیری، ابن عطا سکندری، صفۃ الصفوۃ از ابن جوزی، کتب النووی جیسے ریاض الصالحین، کتب امام یافعی جیسے روض الریاحین، کتب ابن عباد، حقیقت و شریعت کی جامع کتاب احمد المعروف بزدوق یہ کتب کافی عمدہ و نافع ہیں، ان کا مطالعہ طالب علم کے لیے بہت مفید ہے۔ (24)

## مخدوم جعفر بوبکانی کے نزدیک تحصیل علم کی ترتیب و درجابندی

مخدوم جعفر بوبکانی نے اس کتاب کے چھٹے باب میں تعلیم و تربیت میں بہتری کے لیے نصاب و نظام تعلیم کو چھ درجات میں تقسیم کیا ہے، پہلا درجہ یہ ہے: شروع میں مبتدی کو اسلام کے بنیادی عقائد کی معلومات سے بہرہ ور کیا جائے، پھر ارکان اسلام یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے حوالے سے ضروری بنیادی باتیں سکھائی جائیں، اور اس کے ساتھ تجوید کے ساتھ ناظرہ قرآن مجید پڑھنے کی تعلیم دی جائے، اس کے بعد حفظ قرآن کرایا جائے کہ یہ عظیم سعادت ہے، اس کے بعد صغر سنی میں ہی فقہ و حدیث کی متوسطہ کتاب حفظ کرالی جائے، اس کے بعد ہر علم کی مختصر بنیادی معلومات پر مشتمل کتاب کو از بر یاد کرانا مفید ہے، اور اس سے طالب علم کی استعداد و فہم میں اضافے کے ساتھ ساتھ یہ بعد میں مختلف علوم کی تحصیل و تکمیل میں معاون و مددگار ہوگا، اس کے بعد تعلیم و تربیت کے آداب سکھائے جائیں کیونکہ ان آداب کو جانے بغیر شرعی علوم کا حصول ناممکن ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تعلیم سے پہلے آداب سیکھائیں۔

تحصیل علم کے دوسرے درجے کے حوالے سے لکھتے ہیں: اب ادبی علوم میں سے نحو، صرف اور کچھ لغت اور اس کے قواعد کا تعارف کرایا جائے، شروع میں صرف میں تصریف الزنجانی و تصریف جرجانی، اس کے بعد نحو میں اس قدر مشغول ہو کہ عربی کتاب کی عبارت پڑھنے میں غلطی کرنے سے بچ جائے، اس کے لیے مختصر متون و رسالے کافی ہیں، اس کے بعد مطولات اور ان کی شروحات میں سے کوئی ایک کتاب پڑھنا کافی ہے۔

حصول تعلیم کا تیسرا درجہ جعفر بوبکانی کے نزدیک یہ ہے: اس کے بعد علم البلاغۃ اور اس کے تابعات پڑھائے

جائیں جیسے عروض و قافیہ وغیرہ کے مختصر متن پڑھائے جائیں،اس کے بعد متعلقہ علوم پر کوئی ایک مبسوط کتاب کافی ہے۔ پھراس دوران علم منطق وعلم ریاضی کے بنیادی معلومات پڑھائی جائیں تاکہ افکار واذہان میں وسعت و تیزی پیدا ہو، نیزان علوم میں مشغولیت صرف اس شرط پر جائز ہے کہ علوم دینیہ کی تحصیل میں معاون و مددگار ہوں،ان علوم کی تدریس کے دوران وقتاً فوقتاً وعظ ونصیحت اور شرعی احکامات پر بھی گفتگو ہوتی رہے۔

چوتھادرجہ یہ ہے:اب اکثر وقت علوم حدیث وتفسیر اور مسائل فقہ واس کے استدلالات اور علم عقائد کی تحصیل میں صرف کیا جائے۔

پانچواں حصول علم کا درجہ یہ ہے: علم کلام میں مشغول کیا جائے تاکہ ثابت شدہ عقائد کے استحکام و دلائل کی معرفت حاصل کرے اور اصول فقہ کی تحصیل کرے تاکہ نصوص سے احکام شرعیہ و فرعیہ کے استنباط کے طرق جان سکے۔

چھٹے درجے میں مدلل فقہی کتب جن میں فروعات و مسائل کو تفصیلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہو ان کا مطالعہ کرے، علم فرائض (میراث)، مناسخات، قسمۃ وغیرہ مختلف ابواب کی تحصیل کرے،اس کے لیے ہماری المناجیہ شرح سراجیہ اور دوسری شروحات کا مطالعہ کرے،اس کے بعد علم الطب، تشریح الابدان، علم میقات، علم جہات وغیرہ فرض کفایہ علوم سے قدرے ممارست رکھے۔(25)

## معلم و متعلم کے کے چند آداب

مخدوم جعفر بوبکانی نے اس نفیس کتاب میں معلم و متعلم کے متعلق جامع و قیمتی آداب بیان کئے ہیں،مزید براں آپ نے ہر آداب کو قرآن کریم،احادیث، واقعات و اقوال اسلاف کے ساتھ مزین کر دیا ہے، مخدوم جعفر کے آداب بیان کردہ آداب میں سے بعض کا اختصار پیش ہے،آپ لکھتے ہیں: پہلے ان آداب سے مستفیض ہوتے ہیں جو کہ طالب علم و استاد دونوں کے لیے لازم ہیں، سب سے پہلے تعلیم و تعلم میں اخلاص اپنایئے، علمی مشاغل میں خود کو ہمہ تن مصروف رکھیں، حاسدین کی طرف التفات نہ کریں کہ یہ بغض و جہالت کا باعث بنے گا اور وقت کے زیاں کا سبب ہے، تعلیم و تعلم کا مقصد واحد رضاء الٰہی کا حصول ہو، دنیاوی اغراض و طمع سے قلوب کو پاک رکھیں، عمدہ اخلاق سے خود کو آراستہ رکھیں، غیر ضروری تعلقات و میل جول سے گریز کریں، خود کو پاک وصاف و معطر رکھنے کے ساتھ درس کی جگہ و مکتب کی بھی صفائی کا خیال

رکھیں، عمدہ وصاف ستھرا لباس زیب تن ہو، سفید لباس ہو تو بہت خوب، دوران تعلیم غیر ضروری ہاتھ وآنکھ کے اشارات وغیرہ سے خود کو بچائیں، پروقار طریقے سے بیٹھیں، مناسب ہو تو دوزانو قبلہ رو بیٹھیں، نیز طلبہ کا چہرہ استاد کی طرف ہونا چاہیے، معلم و متعلم دونوں کے لیے مناسب ہے کہ اپنی گفتگو کا آغاز بسم اللہ، حمد، تشہد، رسول اکرم ﷺ وآپ کی آل و اصحاب پر درود پڑھنے سے کریں۔اختتام تدریس بھی حمد ودرود کے ساتھ ہو، بعد درس یہ دعا پڑھئے: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنَعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ. خود کو ہمیشہ منصف مزاج و حق پسند رکھیں، ہٹ دھرم وضدی مزاج مت بنیں، حق قبول کرنے کا جذبہ ہو، غلطی تسلیم کریں۔ اصلاح کرنے والے کا شکریہ ادا کریں، خود کو تکبر سے بچائے، حق بتانے میں عار محسوس نہ کریں، علم نہ چھپائیں، اگر کسی علم وفن میں کمال ومہارت نہ ہو اس کا دعویٰ نہ کریں کہ یہ دعویٰ شرمساری و ندامت کا باعث بن سکتا ہے، ہر معاملے میں استخارے کی عادت بنائیں یعنیپڑھنے، پڑھانے، لکھنے، لکھوانے، سفر کرنے، کتاب، استاد، اپنے رفیق وساتھی اور طلبہ کے انتخاب میں استخارہ کریں۔[26]

اساتذہ کرام کے لیے بیان کردہ آداب تعلیم و تعلم میں سے چند انمول نکات پیش خدمت ہیں: استاد کو رب کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ معلم و شیخ کے منصب پر فائز کیا گیا ہے اور یہ رب کا حق، علم کی پختگی وزیادتی کا باعث ہے۔ تلامذہ سے نرمی اختیار کرے، بے جا سختی وغصہ سے خود کو بچائے۔انداز تعلیم و تربیت سہل وعام فہم ہو کہ طلبہ کے اذہان میں کوئی اشکال باقی نہ رہے، علم سکھانے میں فراخ دل و حریص ہو، طلبہ کا اکرام کرے، طلب علم میں طلبہ کی مدد کرے، ان کی ضروریات کا اہتمام کرے، جو اپنے لیے پسند کرے اپنے طلبہ کے لیے بھی وہ پسند کرے، دوران تدریس بعض اوقات فضیلت علم بیان کرے تاکہ ان میں علم کی رغبت وچاہت مزید بڑھے۔ سوالات پر غصہ وناپسندیدگی کا اظہار نہ کرے۔ امیر وکبیر کے پاس پڑھانے کے لیے جا کر علم کی وقعت کو کم نہ کرے، تدریس کی جگہ وسیع وکشادہ ہو، درس سے قبل دو رکعت پڑھے، حضرت موسیٰ کلیم اللہ والی دعا پڑھے: {رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي[25] وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي[26] وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي[27] يَفْقَهُوا قَوْلِي}[27] پڑھاتے ہوئے آسان فہم مسائل و سہل کتب سے ابتداء کرے، پھر بالترتیب مزید آگے بڑھے، انداز تعلیم ایسا ہو کہ طلبہ میں سیکھنے کی طلب زیادہ ہو، طلبہ کی طبع ومزاج کے موافق تدریس کرے، انداز تکلم عام فہم وآہستہ ہو تاکہ سمجھنے میں دقت نہ ہو، کلام میں اتنا اختصار نہ ہو کہ مختلف سوالات اذہان میں قائم ہوں، نہ ہی کلام میں تیزی ہو کہ طلبہ کو سمجھنے میں دقت ہو، بلکہ تفصیل و توضیح سے مسائل بیان کئے جائیں، دوران تدریس اپنے دوستوں یا احباب پر خصوصی توجہ نہ ہو، اس

طرح امیر کبیر پر خاص التفات نہ ہوں بلکہ اپنے و غیر، امیر و غریب سب کے لیے یکساں مواقع فراہم کرے۔ تصانیف وروایات اور تلامذہ کی تعداد سے شہرت کا طالب نہ ہو، کثیر تلامذہ کی طلب نہ کرے بلکہ امتحان لے کر حقیقی و سچے علم کے طالب کا انتخاب کرے، اگر کوئی اختلاف کرے تو اس کو برا نہ سمجھے، خود کو عقل کل، کامل فہم اور فائق علم نہ سمجھے، اگر طالب علم اسباق پر توجہ نہ دے یا سنجیدگی نہ اپنائے تو اس بناء پر اسے حقیر نہ سمجھے بلکہ یہ خیال کرے کہ شکم مادر سے جس طرح خالی آیا تھا اب بھی ویسا ہی ہے آگے چل کر سمجھ جائے گا، طالب علم سے غلطی یا ناپسندیدہ حرکت صادر ہو تو درگذر و شفقت سے پیش آئے تعلیم و تربیت سے محروم نہ کرے، غلطی پر لکھ کر توجہ دلائے، اگر باز نہ آئے تو اکیلے میں نرمی سے سمجھائے، اگر اب بھی باز نہ آئے تو اعلانیہ تنبیہ کرے اگر طالب علم شرمسار ہو اور عذر پیش کرے تو قبول کرے اور آئندہ نہ کرنے کی ترغیب دے، اس وجہ سے دل میں کدورت یا سختی نہ رکھے، طلبہ کے فہم و علمی شوق کو پرکھتا رہے، انداز تخاطب نرم و چہرے پر مسکراہٹ ہو، چہرے پر عبوسیت و سختی سے طلبہ متنفر ہوتے ہیں، کھڑے ہو کر، لیٹ کر، ٹیک لگا کر یا راستے میں چلتے ہوئے پڑھانا آداب تعلیم و علمی وجاہت کے منافی ہے، مذاق وغیرہ کی عادت نہ ہو کہ اس سے رعب و عظمت جاتی رہتی ہے، اگر بعض علوم پر گرفت نہ ہو تو اس میدان میں طبع آزمائی سے گریز کرے، اپنے طلبہ کی علم و عمل کے لیے دعا گو رہے، اگر کسی مسائل کے بارے میں علم نہ ہو تو مجھے معلوم نہیں کہنے میں عار محسوس نہ کرے، اگر کسی مسئلے کے بارے میں پتہ نہیں مگر کوئی اور جانتا ہے تو سائل کو اس کی طرف بھیجے، جواب میں واللہ اعلم بالصواب کہے، اپنی تعظیم و مدح سرائی کا طالب نہ ہو، امر بالمعروف والنہی عن المنکر کرتا رہے، طلبہ سے لایعنی بحث و مباحثہ سے گریز کرے، عمل کو مقدم رکھے اور طلبہ میں علم پر عمل کی ترغیب دیتا رہے کہ علم کا مقصد عمل ہی ہے، فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ مستحبات واوراد مسنونہ و عمل خیر پر عمل پیرا رہے، نیز طلبہ کو اس کی ترغیب دیتا رہے۔[28]

طلبہ کے متعلق آداب تحریر کرتے ہیں: اللہ کا شکر ادا کرے کہ رب نے علم کا طالب بنایا اور یہ شکر ادا کرنا رب کا حق، علم کی پختگی و زیادتی کا سبب ہے، اگر کامل معلم ہو تو اس پر بھی رب کا شکر ادا کرے، پختہ نیت سے استخارے کے بعد معلم و درس گاہ کا انتخاب کرے اور یہ عزم مصمم کرے کہ تکمیل علم تک استاد و درس گاہ کو ترک نہیں کروں گا، آداب علم سیکھے، اچھی صحبت اختیار کرے، اپنے نسب و وجاہت، مناصب و فضائل سے صرف نظر کر کے ایک حقیقی طالب علم بن کر طلب علم میں مثل عجمی یا گونگا بن جائے، استاد کی تعظیم و اطاعت کرے، ان کی ڈانٹ ڈپٹ پر صبر کرے، ایسے اعمال

سے بچے جو کہ استاد کی ناراضی کا باعث بنیں، یا پھر عذر پیش کرنا پڑے، یا استاد صحبت سے محروم کردیں، تعلیم وتربیت کے دوران مصائب وسختی پر صابر رہے، عاجزی وانکساری کا پیکر بنے، استاد قراءت، مطالعہ یا کلام کرنے کا حکم دے تو سستی و کاہلی نہ کرے بلکہ خوشدلی سے مامور کردہ افعال سرانجام دے، زیادہ سبق کے اصرار و کثرت سوال سے معلم کو زچ نہ کرے، دوسرے اساتذہ ومشائخ کے پاس طلب علم کے لیے نہ جائے اور یہ یقین رکھے کہ میرے علم کا حصہ مجھے ضرور ان استاد سے ملے گا، متقی و زیادہ علم والے استاد کے پاس مزید علم کے لیے اپنے استاد سے اجازت طلب کرکے جانا چاہیے، استاد پر اعتراضات سے گریز کرے نہ ہی دل میں اعتراضات کو جگہ دے کہ برکات علم سے محرومی کا باعث ہے، نیز بعض اوقات بربادی کا سبب بن جاتا ہے، استاد ودوسرے مشائخ پر کھانے، پینے، چلنے، بیٹھنے، سوال جواب کرنے وغیرہ میں سبقت نہ کرے، یہ جان لیجئے کہ استاد کا حق والدین کے حق سے زیادہ مقدم ہے، استاد کے والدین وعزیز واقرباء کی تعظیم کرے، ادب وخاموشی کے ساتھ دوزانو استاد کے سامنے بیٹھے، استاد کے بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھے، نہ ان کی ملبوسات پہنے الا یہ کہ استاد خود عطا کرے مگر ان سے ٹوپی، قمیص، چادر بنائے زیر جامہ بنانے سے گریز کرے، ان کے آنے پر ادباً کھڑا ہوجائے، بلا حاجت ان کے سامنے آواز بلند نہ کرے، استاد کے بلانے پر بلا تاخیر حاضر ہوجائے اگرچہ نفل پڑھ رہا ہو، استاد کے سامنے لہو لعب یا غیر سنجیدگی سے بچے بلکہ استاد کی طرف ہمہ تن متوجہ رہے، اگر استاد کی غلطی وتسامح پر پکا یقین ہو تو اکیلے میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ توجہ دلائے، استاد کو نام سے نہ پکارے۔اس کے علاوہ کثیر آداب بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: جو آداب مذکور ہوئے عمدگی کا تقاضا ہے ان آداب کو بجالائے، باقی آداب کتب تصوف جیسے عوارف المعارف، التبیان از نووی، شرح المھذب، منہج السالک، احیاء علوم الدین میں موجود ہیں، یہ آداب حقیقی طالب علم بننے میں بہت زیادہ مددگار و معاون رہیں گے۔(29)

## نہج التعلم کے ماخذ ومصادر

مخدوم جعفر بوبکانی کی کتب کا مطالعہ کرنے سے عیاں ہوتا ہے کہ آپ کے پاس نادر وقیع کتب کا وسیع ذخیرہ تھا، اس کتاب میں مؤلف نے جس قدر اسلاف کی معتمد ومستند کتب کے حوالہ جات نقل کئے ہیں ان کی فہرست کافی طویل ہے، اس کتاب کی تالیف میں جن کتب تفاسیر سے استفادہ لیا گیا ان میں سے تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ثعلبی، در منثور، الاکلیل فی استنباط التنزیل، وغیرہ کے حوالہ جات مذکور ہیں، نیز الاتقان، البرہان للزرکشی، الدر النظیم للیافعی وغیرہ کتب علوم

قرآن سے بھی مدد لی ہے۔کتب احادیث میں صحاح ستہ سمیت موطاامام مالک، مسند احمد، مستدرک للحاکم، مصنف عبد الرزاق، مسند دارمی، شعب الایمان، دلائل النبوۃ للبیہقی، معاجم الثلاثۃ للطبرانی، الفردوس بماثور الخطاب، مسند ابو یعلی، مسند بزار، سنن سعید بن منصور، مسند ابن حمید، الادب المفرد، مسند طیالسی، حلیۃ الاولیاء، جامع صغیر، ابن نجار، نوادر الاصول، ابن عساکر، تاریخ بغداد، الکامل لابن عدی، تاریخ الکبیر للبخاری، المختار للمقدسی وغیرہ کتب سے کثیر احادیث نقل کی ہیں، بعض اوقات احادیث کی فنی حیثیت میں ثقات ابن حبان، مقاصد حسنہ، موضوعات کبیر لابن جوزی، اللآلی المصنوعۃ، عجالۃ الراغبین، وغیرہ سے استفادہ لیتے نظر آتے ہیں، شروحات حدیث میں المنہاج شرح مسلم، شرح الکرمانی، شرح الطیبی وغیرہ کے اقتباسات نظر آتے ہیں۔کتب فقہ میں فتح القدیر، فتاوی غیاثیہ، خانیہ، محیط، خلاصہ، تہذیب، سراجیہ، شرح المہذب، روضۃ الطالبین للنووی، وغیرہ کے اقتباسات بھی جگہ بہ جگہ نظر آتے ہیں۔کتب تصوف میں احیاء علوم الدین، عوارف المعارف، کتاب الزہد لابن مبارک، الاذکار للنووی، رسالہ قشیریہ، تنبیہ الغافلین، المنقذ من الضلال، صفۃ الصفوۃ، روضۃ الریاحین، تذکرۃ الاولیاء، ذم الغیبۃ لابن الدنیا، التوبیخ لابی الشیخ، وغیرہ سے استفادہ لیا ہے، علم وآداب علم کے لیے التبیان فی آداب حملۃ القرآن، آداب المعلمین از ابو اللیث سمرقندی، زغل العلم از ذہبی سے اقتباسات نقل کئے ہیں، ان کتب کے علاوہ بھی کثیر کتب کے حوالہ جات سے مزین یہ وقیع وانمول کتاب آپ کے علمی تبحر و عمیق نظر کا روشن باب ہے۔

### خلاصہ کلام

بلا مبالغہ مخدوم جعفر بوبکانی کی ذات ستودہ صفات علم و حکمت، فکر و دانش، محاسن و کمالات کا پیکر جمیل تھی، اسی طرح تعلیم و تعلم کے متعلق آپ کی تالیف کردہ کتاب نہج التعلم اپنے موضوع کے اعتبار سے عمدہ، بے نظیر و ممتاز تالیف ہے، مخدوم جعفر بوبکانی نے نہج التعلم لکھنے کا مقصد یہ بیان کیا کہ طالبان علم تحصیل علم کی راہوں سے آشنا ہو سکیں، نیز ان کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل کو عمدہ طریقے نکھارا جاسکے، اس اعلیٰ مقصد کو عمدگی سے نبھانے کے لیے مؤلف نے اس بلند پایہ کتاب میں کثیر آیات، احادیث، آثار، وار باب علم و فن کے اقوال کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اس کی نظیر ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے یعنی جامعیت کے اعتبار سے یہ کتاب علمی تحقیق کا عمدہ شاہکار ہے، یہ عظیم و گراں قدر کتاب ارباب علم و تحقیق کی توجہ کی طلب گار ہے کہ اسے تحقیق کے ساتھ باوقار انداز سے زیور طباعت سے آراستہ کیا جائے تاکہ تشنگان علم اس نفیس کتاب سے مستفید ہو کر عمدہ تعلیم و تربیت پا کر معاشرے کی بہتری میں اپنا کلیدی کردار ادا کر سکیں۔

## حوالہ جات وحواشی

(1) مخدوم جعفر بوبکانی کی حتمی تاریخ پیدائش پر اہل علم کا اختلاف ہے، ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے اپنی کتاب سندھی بولی ءِ ادب کی تاریخ کے صفحہ ۳۳۹ میں مخدوم جعفر کی تاریخ پیدائش ۹۳۰ھ لکھی ہے جبکہ نہج التعلم جو کہ ۹۷۳ھ میں مخدوم جعفر نے لکھی، اس میں مخدوم جعفر نے اپنی عمر ۷۰ سے تجاوز کا اقرار کیا، اس اعتبار سے ظن غالب ہے مخدوم جعفر بوبکانی ۹۰۴ھ یا ۹۰۵ھ کے آس پاس پیدا ہوئے تھے۔

(2) راشدی، سید حسام الدین، مقدمہ تاریخ مظہر شاہجانی، (جامشورو: سندھ ادبی بورڈ، ۱۹۶۲ء)، ص: ۶۲

(3) بلوچ، ڈاکٹر عبداللہ کھوسہ، پی ایچ ڈی تھیسس بعنوان مخدوم جعفر بوبکانی ءِ ان جا کارنامہ (جامشورو: ڈپارٹمنٹ آف اسلامک کلچر، سندھ یونیورسٹی)، ص: ۲۵۸

(4) ایضاً، ص: ۲۵۸

(5) ایضاً، ص: ۲۵۳

(6) ٹھٹوی، مخدوم عبدالطیف بن ہاشم، ذب الذباب الدراسات، (کراچی: سندھ ادبی بورڈ، ۱۹۵۹)، ص: ۶۸

(7) ٹھٹوی، میر علی شیر قانع، مقالات شعراء (فارسی)، (جامشورو: سندھ ادبی بورڈ ۱۹۵۷ء)، ص: ۱۵۲

(8) الحسنی، عبدالحی بن فخر الدین بن عبد العلی، نزہۃ الخواطر، (بیروت: دار ابن حزم، ۱۹۹۹ء) ۳۲۳/۴

(9) کتب کی فہرست وتفصیل کے ماخذ: قریشی، ڈاکٹر حامد علی خانائی، ماہنامہ، الرحیم، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد، اگست وستمبر ۱۹۷۷ء، و بلوچ، ڈاکٹر عبداللہ کھوسہ، پی ایچ ڈی تھیسس بعنوان مخدوم جعفر بوبکانی ءِ ان جا کارنامہ، (جامشورو: ڈپارٹمنٹ آف اسلامک کلچر، سندھ یونیورسٹی)، ص: ۵۸۴، سندھی، ڈاکٹر ادریس، مقدمہ حاصل النہج، (حیدرآباد: ڈاکٹر این اے بلوچ انسٹیوٹ فار ہیریٹیج ریسرچ، ۲۰۱۳ء)، ص: ۶ و نہج التعلم از بوبکانی۔

(10) سندھی، ڈاکٹر ادریس، مقدمہ حاصل النہج، (حیدرآباد: ڈاکٹر این اے بلوچ انسٹیوٹ فار ہیریٹیج ریسرچ، ۲۰۱۳ء)، ۲۰۱۳ء، ص: ۱۰

(11) قرضاوی، ڈاکٹر یوسف، رسول اکرم اور تعلیم، (لاہور: دار التذکیر، ۲۰۰۹ء)، ص: ۱۱

(12) ایضاً، ص: ۱۳

(13)بلوچ، ڈاکٹر نبی بخش خان، سندھی بولی اور ادب کی تاریخ، (جام شورو: پاکستان اسٹڈی سینٹر، سندھ یونیورسٹی)، ص:۳۳۹

(14)سندھی، ڈاکٹر ادریس، مقدمہ حاصل النہج، (حیدر آباد: ڈاکٹر این اے بلوچ انسٹیوٹ فار ہیریٹیج ریسرچ، ۲۰۱۳ء)، ص:۱۲

(15)خان، شوکت علی، کیٹلاگ آف مینو اسکرپٹ، (ٹونک، راجستھان: عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹیوٹ، ۱۹۸۳ء)، ۲/۲۴۴

(16)بوبکانی، مخدوم جعفر بن عبدالکریم، نہج التعلم (مخطوط)، ڈپارٹمنٹ آف عربک مینو اسکرپٹ، نمبر ٦۷۵۴، (پیرس: نیشنل لائبریری)، ص:۲

(17)بوبکانی، مخدوم جعفر بن عبدالکریم، حاصل النہج، (حیدر آباد: ڈاکٹر این اے بلوچ انسٹیوٹ فار ہیریٹیج ریسرچ، ۲۰۱۳ء)، ص:۳

(18)سورۃ القصص:۸۳

(19)سورۃ البقرہ:۲۲۰

(20)سورۃ المائدۃ:۲۷

(21)بوبکانی، مخدوم جعفر بن عبدالکریم، نہج التعلم، ڈپارٹمنٹ آف عربک مینو اسکرپٹ، نمبر ٦۷۵۴، (پیرس: نیشنل لائبریری) ص: ۴،۵

(22)ایضاً، ص:٦تا۹ (ملخصاً)

(23)ایضاً، ص:۹،۱۰

(24)ایضاً، ص:۱۱تا۱۴

(25)ایضاً، ص:۱٦،۱۷

(26)ایضاً، ص:۸۰تا۸۳

(27)سورۃ طٰہ:۲۵تا۲۸

(28)بوبکانی، مخدوم جعفر بن عبدالکریم، نہج التعلم، ڈپارٹمنٹ آف عربک مینو اسکرپٹ، نمبر ٦۷۵۴، (پیرس: نیشنل لائبریری)، ص:۸۳تا۹۵ (ملخصاً)

(29)ایضاً، ص:۹۵تا۱۱۸